سوال

(339) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر شیعہ کے اعتراضات کا جواب

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وحفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے افشاء راز پیغمبر خدا کا کیا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ تحریم میں بتاکید توبہ دی ہے اور بعدہ اللہ تعالیٰ نے فعل کو ان کے بلفظ کفر تعبیر فرما کر مثال ان ہر دو بزرگواروں کی ساتھ زنان نوح ولوط علیہ السلام کے دی ہے جو دونوں کافرہ تھیں اور وہ دونوں حالت کفر میں مریں پس ایسی نص صریح کے مقابلے میں کس آیت قرآنی سے ان کی توبہ کا ثبوت ہوگا؟ امید ہے کہ ثبوت اس کا نص قرآنی سے فرمایا جائے گا۔ چونکہ یہ اعتراض شیعوں کی جانب سے ہے۔ اگر انھیں کی معتبر کتابوں سے ثابت کیا جائے تو بہت خوب ہوگا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس سوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر دو الزام قائم کیےگئے ہیں اور ان دونوں الزاموں کی نسبت قرآن میں نص صریح کے وجود کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

اول: ان دونوں بیبیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش کیا اور اس وجہ سے اللہ نے توبہ کا حکم نازل کیا تو جب تک ان کی توبہ قرآن سے ثابت نہ ہو۔ اس وقت تک قابل تسلیم نہیں۔

دوم: اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بیبیوں کے فعل کی تعبیر بلفظ کفر کی ہے اور ان کی مثل زنان نوح اور لوط علیہ السلام کے ساتھ دی ہے۔

الزام اول دو وجہ سے مدفوع ہے۔

اولاً: کسی آیت میں یہ مذکور نہیں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا افشاء راز کیا بلکہ سورت تحریم میں پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے عتاب کے قالب میں خطاب فرمایا ہے کہ اپنی بیبیوں کی خاطر سے اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو؟

يٰأَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ ما أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبتَغى مَرضاتَ أَزوٰجِكَ... ١ ... سورة التحريم

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے؟ تو اپنی بیویوں کی خوشی چاہتا ہے)

پھر اس کو معاف بھی کر دیا اور فرمایا : وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (التحریم : 1)

(اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے) اس کے بعد جن بیبیوں نے افشاء راز کیا، جس کا علم صحیح قطعی اللہ ہی کو ہے کہ وہ فلاں فلاں بیبیاں تھیں ان کا ذکر مبہم فرمایا :

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِۦ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ ٣ ... سورة التحريم

(اور جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے پوشیدہ طور پر کوئی بات کہی پھر جب اس (بیوی) نے اس بات کی خبر دی) اس کے بعد افشاء راز کرنے والی بیبیوں کو توبہ کی ہدایت فرمائی :

إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ٤ ... سورة التحريم

(اگر تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کرو (تو بہتر ہے) کیوں کہ یقیناً تمھارے دل (حق سے) ہٹ گئے ہیں)

اس کے بعد یہ نصیحت فرمائی کہ اگر تم لوگ آپس میں صلاح و مشورہ کی مدد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دوگی تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مولا خود اللہ ہے اور جبرئیل علیہ السلام اور صلحائے مومنین اور کل فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم بیبیوں کو طلاق دے دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اچھی اچھی بیبیاں مومنہ صالحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے گا۔

وَإِن تَظَـٰهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَىٰهُ وَجِبْرِيلُ وَصَـٰلِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَـٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ٤ عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَـٰتٍ مُّؤْمِنَـٰتٍ قَـٰنِتَـٰتٍ تَـٰٓئِبَـٰتٍ عَـٰبِدَٰتٍ سَـٰٓئِحَـٰتٍ ثَيِّبَـٰتٍ وَأَبْكَارًا ٥ ... سورة التحريم

(اور اگر تم اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو تو یقیناً اللہ خود اس کا مددگار ہے اور جبریل اور صالح مومن اور اس کے بعد تمام فرشتے مددگار ہیں اس کا رب قریب ہے اگر وہ تمھیں طلاق دے دے کہ تمھارے بدلے اسے تم سے بہتر بیویاں دے دے جو اسلام والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں ہوں شوہر دیدہ اور کنواریاں ہوں)

الحاصل جن بیبیوں کو افشائے راز کی وجہ سے توبہ کی ہدایت ہوئی تھی ان بیبیوں کو اگر حضرت طلاق دیتے تو بلاشک ان سے اچھی بیبیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتیں اور جب نہ قرآن سے اور نہ کسی ایسی حدیث سے جو اہل السنۃ والجماعت یا شیعہ کے یہاں متمسک بہ ہو یہ بات ثابت ہوئی کہ ان بیبیوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دی خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تمام عمر رہنا اخبار اور واقعات متواترہ فریقین سے ثابت ہے۔ تو لامحالہ ان بیبیوں کا تائب ہونا قرآن سے ثابت ہوا۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ اگر ان بیبیوں نے توبہ نہ کی ہوتی اور ان کی توبہ قبول نہ ہوئی ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبغوضات الٰہی کی مصاحبت اور مواصلت ہر گز گوارہ نہ فرماتے اور بموجب ایماء حق سبحانہ تعالیٰ ضرور ان بیبیوں کو طلاق دے کر ان سے اچھی بیبیاں ان کے عوض میں اللہ سے لیتے نعمت الٰہی کو باوجود وعدے کے ہر گز ترک و رد نہ فرماتے۔ پس ان بیبیوں کو طلاق نہ دینا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خصوصاً تمام عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں رہنا دلیل صریح اس کی ہے کہ وہ بیبیاں جو مفشی راز ہوئی تھیں بلاشک و شبہ تائب ہوئیں اور ان کی توبہ قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے جمیع صفتیں مسلمات و مومنات و قانتات و عابدات و سائحات وغیرہا کی اپنے فضل و کرم سے ان میں جمع کر دیں۔

آیت کریمہ :

وَالطَّيِّبَـٰتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَـٰتِ ٢٦ ... سورة النور

جو خالصتاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد واقعہ سورہ تحریم کے نازل ہوئی اور کسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل نہ ہوئی جو شخص اس آیت کی تلاوت کے بعد ازواج مطہرات خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بشر بہ آیت کریمہ :

يٰنِساءَ النَّبِىِّ لَستُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّساءِ   ۳۲ ... سورة النساء

کو خباثت اور غیر تائب ہونے کا الزام دے گا، بلاشک و شبہہ وہ شخص خبیث النفس اور بندہ ہویٰ و ہوس ہو گا۔

صرف آیت کریمہ : إِن تَتوبا إِلَى اللَّهِ

میں تامل کرنے سے صاف ظاہر تھا کہ جب اللہ نے خود توبہ کی ہدایت کی اور قبول توبہ اس شرط کی جزا مقدر فرمائی تو ضرور وہ حضرات تائب ہوئیں صراحتاً ان کی توبہ کے ذکر کرنے کی کلام میں کوئی حاجت نہ تھی اور آیت (إِن طَلَّقَكُنَّ) وغیرہا تو نص ہے کہ بلاشک ان کی توبہ مقبول ہو کر مراتب و مدارج علیا سے سر فراز ہوئیں ۔

ثانیاً : ظاہر ہے کہ افشاء راز میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذکر صریح سے قرآن ساکت ہے بلکہ ان حضرات کی طرف افشاء راز کی نسبت صریح صرف حدیث کے روسے کی جاتی ہے تو جب حدیث سے ان بیبیوں کا تعین قابل تسلیم سمجھا گیا تو پھر حدیثوں سے اور قابل اعتبار کیوں نہیں سمجھا جائے گا جو اس سوال کے جواب میں نص قرآنی کا ہونا ضروری سمجھا گیا ہے ۔ بعونہ تعالیٰ اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا الزام سے بری ہونا محض قرآن سے ثابت ہو گیا پھر جب اس کا تعین حدیث ہی سے ثابت ہے تو دوسرا جواب حدیث سے لیجئے ۔

صحیحین میں مروی ہے کہ لوگوں نے مشہور کر دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خبر کو سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ لوگوں نے مشہور کر دیا ہے تو ہم کہہ دیں کہ یہ بات غلط مشہور ہوئی ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کے پاس آکر باآواز بلند پکار دیا کہ حضرت کے طلاق دینے کی خبر غلط مشہور ہے اور آیت کریمہ :

وَإِذا جاءَهُم أَمرٌ مِنَ الأَمنِ أَوِ الخَوفِ أَذاعوا بِهِ وَلَو رَدّوهُ إِلَى الرَّسولِ وَإِلىٰ أُولِى الأَمرِ مِنهُم لَعَلِمَهُ الَّذينَ يَستَنبِطونَهُ مِنهُم... ۸۳ ... سورة النساء

(اور جب ان کے پاس امن یا خوف کا کوئی معاملہ آتا ہے اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول کی طرف اور اپنے حکم دینے والوں کی طرف لوٹاتے تو وہ لوگ اسے ضرور جان لیتے جو ان میں سے اس کا اصل مطلب نکالتے ہیں) نازل ہوئی۔

اسی حدیث میں سورت تحریم کے نزول کا واقعہ مروی ہے کہ جب آیت کریمہ :

يٰأَيُّهَا النَّبِىُّ قُل لِأَزوٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدنَ الحَيوٰةَ الدُّنيا وَزينَتَها فَتَعالَينَ أُمَتِّعكُنَّ وَأُسَرِّحكُنَّ سَراحًا جَميلًا ۲۸ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدنَ اللَّهَ وَرَسولَهُ وَالدّارَ الءاخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلمُحسِنٰتِ مِنكُنَّ أَجرًا عَظيمًا ۲۹ ... سورة الاحزاب

نازل ہوئی یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم !اپنی بیبیوں سے کہہ دو اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو ہم تم کو مال و متاع دیں اور اچھی طرح سے تم کو رخصت کریں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو تم محسنات میں سے ہو اور بے شک اللہ نے محسنات کے لیے بہت بڑا ثواب مہیا کیا ہے ۔

اس آیت کریمہ کو سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پڑھ کر سنا ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر قبول کیا پھر اور بیبیوں سے بھی آیت کریمہ تلاوت کرنے کے بعد یہی جواب ملا پس جب ازواج مطہرات رضوان اللہ عنھن اجمعین خصوصاً جن کا زوجیت میں تمام عمر رہنا یقینی ہے بشریہ آیت کریمہ :

نُؤتِها أَجرَها مَرَّتَينِ وَأَعتَدنا لَها رِزقًا كَريمًا ۳۱ ... سورة الاحزاب

(اسے ہم اس کا اجر دوبار دیں گے اور ہم نے اسکےلیے باعزت رزق تیار کررکھا ہے) اور مشرف بہ آیت کریمہ :

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۳۳ ... سورة التحريم

(اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اے گھر والو!اور تمھیں پاک کردے خوب پاک کرنا) ہیں اور انھوں نے دنیا اور زینت دنیا پر لات مار کر اللہ اور رسول اور دار آخرت کو اختیار کیا ہے اور

فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۲۹ ... سورة الاحزاب

(تم میں سے نیکی کرنے والیوں کےلیے بہت بڑا اجر تیار کررکھا ہے)

کی خلعت پہنی ہے تو اس سے زیادہ ان کی قبولیت توبہ اور ان کے محسنہ ہونے کا ثبوت قرآن وحدیث سے اور کیا ہوگا ؟

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو غیر تائب یا غیر محسنہ سمجھے لاریب خسر الدنیا والآخرۃ ہوگا۔ اگر ان بیبیوں نے سچے دل سے اللہ اور رسول دار آخرت کو اختیار نہ کیا ہوتا یا کسی فاحشہ مبینہ کی معاذاللہ حضرت کی زندگی میں مرتکب ہوئی ہوتیں تو ضرور اللہ تعالیٰ ان کے حال کی خبر اپنے رسول کو دیتا اور ان بیبیوں کو اپنے رسول کی صحبت سے جدا کردیتا چنانچہ الفاظ قرآن جو کچھ سورت احزاب میں ہیں صاف صاف اس امر پر دال ہیں جو ادنیٰ تامل سے ہر ذی فہم پر ظاہر ہے تو جب تک قرآن سے یا حدیث صحیح سے اگرچہ شیعوں کے یہاں حدیث صحیح سے یہ ثابت نہ ہو کہ ازواج مطہرات رضوان اللہ عنھن اجمعین نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی بی بی نے بعد آیت کریمہ :

قُل لِّأَزْوَاجِكَ معاذاللہ کسی فاحشہ مبینہ کا ارتکاب کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجیت سے اس کو نکال دیا یعنی طلاق دے دی اس وقت تک خیالات باطلہ ایسی مقدس بیبیوں کی نسبت ظاہر کرنا سخت جہالت ہے۔

افسوس ہزار افسوس کہ خیالات باطلہ اور توہمات رکیکہ سے ابرار کی اگر طرف برائیوں کا انتساب کیا جائے ہائے اتنا بھی پیغمبر کا لحاظ نہیں کہ پیغمبر کی بیبیوں کی شان میں یہ تہمت تراشیاں اور اپنے حقیقی عیوب کا تذکرہ اگر کسی سے سنیں تو اس کی جان کے دشمن ہوجائیں نعوذباللہ من الجہل والحمق والکفر الزام ثانی بھی دووجہ سے مدفوع ہے ۔

اولاً: اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بی بی کے کسی فعل کو بلفظ کفر تعبیر نہیں کیا اور نہ کسی بی بی کی مثال زنان نوح ولوط علیہ السلام کے ساتھ دی ہے اور بعض بیبیوں نے جو افشاء راز کیا وہ کوئی ایسے امر سے متعلق ہی نہ تھا ۔

کہ اس میں کفر کا وہم ہو۔ بات تو یہی تھی جو حدیثوں سے سنی وشیعہ دونوں کے یہاں ثابت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اذن لے کر باپ کے گھر کسی ضرورت سے گئی ہوئی تھیں اور ان کی غیبت میں ان کے فراش پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ اپنی لونڈی کی عزت افزائی کی۔ اسی دوران میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوٹ کر آگئیں اور اس امر سے مطلع ہو کر انھوں نے بہت کچھ رنج وغیرہ ظاہر کی اور رو کر کہنے لگیں کہ میری جگہ پر لونڈی سرفرازی کی جائے!!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خاطر سے فرمایا کہ ہم نے ماریہ قبطیہ کو حرام کرلیا۔ اس کو کسی پر ظاہر نہ کرنا جس پر آیت کریمہ نازل ہوئی :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ ۱ ... سورة التحريم

اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کمال مسرت سے اور بمقتضائے اس جبلت کے جو عورتوں میں ہوتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہہ دیا کہ حضرت ماریہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کو دنیا کے امور سے سمجھ کر اس کی اطاعت ضروری نہ سمجھا۔ یہ قصور فہم ہوا۔

اس خبر کی شہرت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے توبہ کی ہدایت فرمائی اور تہدید کی۔ بعض روایت میں وہ رازیوں مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعض ازواج کے یہاں شہد پیا کرتے تھے اور بیبیوں پر یہ شاق گزرا تو صلاح کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں نے یہ بات کہی کہ آپ کے پاس سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے شہد پیا ہے۔ اب پھر اس کو نہ پیوں گا اس کو کسی سے ظاہر نہ کرنا جن بی بی سے کہا تھا وہ کمال خوشی سے کہ اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہد نہ پینے جائیں گے نہ زیادہ قیام فرمائیں گے۔ نہ ہم لوگوں کو رشک ہوگا دوسری بی بی سے کہہ دیا اس پر آیت مذکور الصدر سورۃ تحریم کی نازل ہوئی۔

الحاصل روایت کوئی ہو وہ بات جو ظاہر کی گئی اس کو بیبیوں نے امور دین سے نہ سمجھا اور یہ نہ سوچا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ظاہر کر دینے میں اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج واذیت ہوگی تو اللہ کا عتاب ہوگا۔ گو بات تو خفیف وحقیر ہے بات محبوب رب قدیر کی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت جو اس بات کے افشاء سے آپ کو پہنچی پسند نہ آئی لہٰذا بیبیوں پر تہدید اور چشم نمائی کر دی اور جو کچھ ان آیتوں میں بحث ہے الزام اول کے جواب میں مذکور ہے۔ اور کہیں اللہ تعالیٰ نے ان بیبیوں کے کفر کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہ زنان نوح لوط علیہ السلام کے ساتھ ان کی مثال دی۔

ثانیاً: معلوم ہو کہ شاید سائل نے تمھیں آیت کریمہ:

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ... ١٠ ... سورة التحريم

(اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان کی وہ ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں) سے سمجھا ہے کہ یہ آیت بھی اول سورۃ التحریم میں ہے اور اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عورتوں سے بحث ہے لہٰذا

"الَّذِينَ كَفَرُوا"

کا مصداق معاذاللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج طیبات کو اور ان کے فعل کو معبر بکفر سمجھا ان کی مثال امراۃ نوح ولوط کے ساتھ دی نعوذ باللہ من ذلک۔ حالانکہ سائل اگر اس قدر بھی خیال کرتا کہ یہ آیت آخر سورۃ تحریم میں ہے:

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ ٣ ... سورة الحريم

اول سورۃ میں ہے درمیان میں اور امور بحث ہے تو اس کا ذہن اس سوال کی طرف نہ جاتا اور ذی فہم پر تو یہ امر بخوبی منکشف ہے کہ:

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا ١٠ ... سورة التحريم

سے قبل یہ آیت کریمہ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ٩ ... سورة التحريم

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے)

صریح کَفَرُوا صیغہ جمیع مذکر غائب کا ہے اور الَّذِينَ اسم موصول جمع مذکر کے لیے ہے اس سے وہی کفار اور منافقین مقصود ہیں جن کا ذکر صدر آیت میں ہے زبردستی عورتوں کی طرف وہ بھی عورتیں مومنہ وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی طرف ضمیر پھیر دی جائے تو اس کا کیا علاج ہے؟ باقی رہی تمثیل امراۃ نوح اور امراۃ لوط کی اور شاید سائل کو اسی

نے دھوکے میں ڈالا ہے تو قطع نظر اس کے کہ ممثل لہ مذکر ہے اور "الذِینَ کَفَرُوا" مذکر کے لیے ہے اصل مقصود ظاہر کیا جاتا ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار اور منافقین سے جہاد کا حکم دیا اور اس لیے کہ کفار اور منافقین میں اکثر عزیز و قریب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلے میں امراۃ نوح اور لوط کی مثال بیان فرمائی کہ قرابت اور معیت نبی کی کافر و منافق کو مفید نہیں جس طرح امراۃ نوح اور لوط کو نبی کی قرابت اور معیت بوجہ کفر کے مفید نہیں ہوئی اس جگہ عورت کی مثال میں دو نکتے ہیں۔

اولاً: یہ کہ مرد پر جس قدر بار کفالت زوجہ کا اور اس کو تعلق زوجہ کے ساتھ ہوتا ہے اس قدر دوسرے قریب کے ساتھ نہیں ہوتا تو جب زوجہ کافرہ کی زوجیت نبی کے ساتھ کے باوجود بار کفالت وقوت تعلق کے کچھ مفید نہیں تو دوسری قرابت کا تعلق کافر کا نبی کے ساتھ کب مفید ہوگا؟ اس کے ساتھ جہاد اور اس کا قتل بر تقدیر کفر ہرگز محل تامل نہیں۔

ثانیاً: یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت ناقص العقل اور ناقص الفہم ہوتی ہے اس کی شان سے وقوع خطا اکثری ہے لہذا عورت کی گرفت بمقابلہ مرد کے مناسب نہیں ہے لیکن کفر و شرک وہ خطا افحش ہے کہ نبی کی بیبیاں جو اس میں مبتلا ہوئیں تو ان کو نبی کی زوجیت باوجود عورت اور ناقص العقل ہونے کے کچھ کام نہ آئی دیکھوں امراۃ نوح اور لوط کو پھر جب عورتوں کا یہ حال ہے تو کفار اور منافقین جو رجال ہیں تو ان کو نبی کی قرابت کب کام آسکتی ہے ان سے ضرور جہاد کرو بلکہ

وَاغلُظ عَلَيهِم وَمَأوىٰهُم جَهَنَّمُ وَبِئسَ المَصيرُ ٩ ... سورة التحريم

اور جب اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے مثال دی کہ کافر کو نبی یا ولی کی قرابت کام نہیں آتی تو مومن کی قرابت کافر سے مومن کو مضر ہوگی یا نہیں؟ تو اس کا بتانا بھی مناسب مقام ہوا لہذا اللہ تعالیٰ نے امراۃ نوح و لوط کے بعد امراۃ فرعون اور حضرت مریم علیہ السلام کی مثال مومنین کے لیے دی۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذينَ ءامَنُوا امرَأَتَ فِرعَونَ إِذ قالَت رَبِّ ابنِ لى عِندَكَ بَيتًا فِى الجَنَّةِ وَنَجِّنى مِن فِرعَونَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنى مِنَ القَومِ الظّٰلِمينَ ١١ وَمَريَمَ ابنَتَ عِمرٰنَ الَّتى أَحصَنَت فَرجَها فَنَفَخنا فيهِ مِن روحِنا وَصَدَّقَت بِكَلِمٰتِ رَبِّها وَكُتُبِهِ وَكانَت مِنَ القٰنِتينَ ١٢ ... سورة التحريم

(اور اللہ نے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی جب اس نے کہا اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچالے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے۔ اور عمران کی بیٹی مریم کی (مثال دی ہے) جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی ایک روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت کرنے والوں میں سے تھی)

حاصل یہ کہ ایمان مضبوط ہونا چاہیے اگر ایمان مضبوط ہے تو نجات ہے جس طرح زن فرعون کہ عورت ہو کر کامل الایمان تھیں تو فرعون کی زوجیت و معیت اور اس کا ظلم ان کے ایمان اور عاقبت کے لیے کچھ بھی مضر نہ ہوا اسی طرح جن لوگوں کا ایمان کامل ہے اگرچہ ان کے عزیز و اقارب کافر ہوں۔ لیکن وہ ہرگز اپنے ایسے قرابت مندوں کا لحاظ و خیال نہیں کرتے اور ان کی معیت سے پناہ اور نجات کی دعا کرتے ہیں اس تمثیل سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ جانبین تمثیل میں بصورت تحقق علاقہ زن و مرد ہونے کا اختلاف ہرگز مانع تمثیل نہیں۔

الحاصل دونوں آیتوں میں دونوں مثالیں اس غرض سے دی گئی ہیں کہ کافر اور منافق سے جہاد میں تغافل و تکاسل بہ پاس قرابت نہ ہو اور دونوں مثالوں میں عورت ہی کی مثال دی گئی۔ تاکہ مردوں کو غیرت آئے کہ ایمان میں پاس قرابت کیسا؟ کافر باپ ہو اور خدا کی مقرر کی ہوئی شرائط پائی جائیں تو قتل کردو۔ اللہ کے دشمن کو زمین پر حتی الامکان نہ چھوڑو اور حضرت مریم علیہا السلام کی تمثیل سے اس سورۃ مبارک میں ایک فائدہ عظیم یہ ہے کہ اول سورۃ میں ازواج مطہرات رضوان اللہ عنھن اجمعین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت چشم نمائی اور ان کی تعلیم ہوئی جس طرح خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تعلیم ہوئی۔

يٰأَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ ما أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ... ١ ... سورة التحريم

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم !تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ تیرے لیے حلال کیا ہے ؟)

تو اس قدر عتاب بھی منافقین کےلیے موجب مضحکہ اور طعن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے ساتھ ہوا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا کو عفو کر کے بڑے بڑے مراتب اور مدارج عنایت فرمائے ۔ کما سبق ۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام کی مثل کے ساتھ ازراج مطہرات رضوان اللہ عنھن اجمعین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مومنین کو تسکین دی کہ اگر منافقین کچھ مضحکہ وطعن مقدس بیبیوں کی شان میں کرلیں تو صبر مناسب ہے جس طرح حضرت مریم علیہ السلام کو ان کی قوم نے معاذ اللہ زنا کی تہمت دی مگر انھوں نے صبر کیا اور صابرین وقانتین میں داخل ہوئیں اور کفار ومنافقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جہاد اور سختی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورۃ میں حکم دیا ۔ اگر مخالف کو عقل اور تمیز ہو تو اب سے بھی سنبھل جائیں اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی شان پاک میں بیہودہ گوئی نہ کریں سوال اول کا جواب تمام ہوا ۔

سوال ۔ دوم : ۔

صحیح مسلم (4/239) میں ہے ۔

"وروي عن عائشة-رضي الله عنها- قالت : سمعت رسول الله- صلى الله عليه وسلم- يقول : « لا يذهب الليل والنهار حتى تعبد اللات[1] والعزى، فقلت : يا رسول الله، إن كنت لأظن حين أنزل الله : هُوَالَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُونَ 1 أن ذلك تام، قال : إنه سيكون من ذلك ما شاء الله ثم يبعث الله ريحا طيبة فتوفى كل من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان، فيبقى من لا خير فيه فيرجعون إلى دين آبائهم "[2]

یعنی دنیا ختم نہ ہوگی اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا !جب تک کہ تم لات وعزی کو نہ پوجو ۔ کہا اما المومنین نے اے رسول اللہ !مجھے گمان تھا کہ جو مشرف بہ اسلام ہوا رستگار ہے ۔ فرمایا حضرت نے کہ عنقریب میرا گفتہ واقع ہوگا یعنی جس کے قلب میں برابر دانہ خردل کے ایمان نہ ہو ۔ اگرچہ بظاہر مومن ہو اپنے دین آباء کفار میں داخل ہوتا ہے ۔

یہ حدیث و ترجمہ اس کا مجمع البحرین سے نقل کی گئی ہے ۔ فقط اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لات وعزی کی پرستش کی اور طرف دین کفار کےاپنے کو رجوع کیا ۔ اگر یہ امر واقع نہ ہوا تو معاذ اللہ پیغمبر خدا پر جھوٹ فرمانا لازم آتا ہے اور اگر بموجب خبر کے صنم پرستی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صادر ہوئی تو ان کے کفر میں کیا شک ہے ؟ فقط ۔

جواب ۔ میں نہیں جانتا کہ صاحب مجمع البحرین کون شخص اور کس پایہ کا آدمی ہے اور اگر سائل کی نقل صحیح ہے اور جو عبارت ترجمہ کی سائل نے نقل کی ہے وہ عبارت درحقیقت صاحب مجمع البحرین کی ہے تو صاحب مجمع البحرین محض ایک سادہ آدمی معلوم ہوتا ہے اس کے ترجمہ کو حدیث سے کچھ تعلق نہیں اور ترجمہ کی صحت تو ایک صیغہ تک نہیں پہنچاتا ۔

شاید میزان بھی یاد نہیں ہے ۔ حدیث کو صیغہ واحد مونث حاضر مضارع معروف اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مخاطب اور ضمیر مخاطب کو فاعل سمجھا ہے حالانکہ میزان پڑھنے والا طالب العلم بھی اس صیغہ کو ایسا نہ سمجھتا ۔ صیغہ واحد مونث غائب مضارع مجہول کا پڑھتا اور صیغہ واحد مونث حاضر مضارع معروف سمجھنے والے کو ہنستا اور کہتا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب ہوتا اور صیغہ واحد مونث حاضر مضارع معروف کا استعمال مقصود ہوتا تو "تعبدین "اور "ان "مقدرہ بعد "حتی "کے عمل سے نون اعرابی گر کے "تعبدی "پڑھا جاتا ۔ اب صاحب مجمع البحرین کی غلطی کہاں تک بیان کریں ؟

حدیث کا ترجمہ صحیح بیان کر دیتے ہیں اس سے ناظرین غلطی سمجھ لیں گے اور سوال کا لغو ہونا جان جائیں گے ۔

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ رات اور دن ختم نہ ہو جائے گا جب تک لات وعزی پوجی نہ جائے گی ۔ میں نے عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !میں تو سمجھتی تھی کہ آیت کریمہ :

هُوَالَّذى أَرسَلَ رَسولَهُ بِالهُدىٰ وَدينِ الحَقِّ لِيُظهِرَهُ عَلَى الدّينِ كُلِّهِ وَلَو كَرِهَ المُشرِكونَ ﴿٣٣﴾... سورة التوبة

جس وقت اتری یہ امر پورا ہونے والا ہے (یعنی سوائے دین اسلام کے کوئی دوسرا دین نہیں رہے گا اور آکرتک اسلام ہی کو قیام واثبات رہے گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :ایسا ہو گا جب تک اللہ کو منظور ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک خوشبو دار ہوا بھیجے گا جسکی وجہ سے ہر مومن جس کے دل میں دانہ خردل برابر بھی ایمان ہو گا مرجائے گا اور جس میں نہ ہو گا وہی لوگ باقی رہ جائیں گے اور وہ لوگ اپنے باپ دادا کے دین پر لوٹ جائیں گے (تو جس کے باپ دادالات وعزی پوجنے والے تھے وہ لات وعزی کو پوجنے لگیں گے اور پھر دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت آئے گی۔فقط)

بھلا حدیث سے اور سوال سے کیا واسطہ ہے؟اگر ہم حسب زعم باطل سائل فرض بھی کرلیں کہ وہ صیغہ واحد مونث حاضر مضارع معروف کا ہے تو اس وقت حدیث کا مطلب یہ ہو جائے گا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا !جب تک تم لات وعزی کو نہ پوجو گی اس وقت تک دنیا ختم نہ ہوگی اور وہ زمانہ وہ وقت ہو گا کہ اس وقت سوا بت پرست مشرکین کے کوئی مومن زندہ نہ ہو گا تو معاذاللہ اس سے تنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کا بت پرست ہونا لازم نہ آئے بلکہ اکثر اہل بیت اطہار وآئمہ اہل بیت رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بت پرست ہونا لازم آجائے گا کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی زمانہ کوئی دن کوئی آن تمام عمر نہ گزرا کہ اس وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی امام آئمہ اہل بیت اور رجال ونساء اہل بیت میں سے نہ رہا ہو۔سائل سے کمال تعجب ہے کہ مجمع البحرین کے ایک غلط ترجمے کے بھروسے پر سوال کربیٹھا یہ بھی نہ سوچا کہ اس حدیث کی راوی خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں وہ کیونکہ ایسی حدیث کو دعویٰ مونیت کے ساتھ اعلان کرتیں۔ضرور صاحب مجمع البحرین سے حدیث کے سمجھنے میں غلطی فاحش ہوئی ہے یا نقل ہی صحیح نہ ہو۔

سوال۔سوم:۔

بخاری (160/5) میں ہے۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فاشار نحو مسکن عائشۃ فقال ہہنا ثلاثا من حیث یطلع قرن الشیطان"

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف خانہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تین بار کہ اس جگہ شاخ ابلیس کی ہے یہ حدیث ترجمہ مجمع البحرین سے لکھا گیا ہے اس حدیث سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس گھر میں ضلالت بھری ہوئی تھی۔اور یہاں پر شاخ ابلیس سے کیا مراد ہے اور سخت تردو کا مقام ہے کہ جس گھر میں شاخ ابلیس ہو وہاں پیوستہ پیغمبر خدا کی اوقات بسر ہو در بعد رحلت کے وہی خانہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔فقط

جواب۔اس حدیث میں لفظ "فتنہ "و"قام "کا سائل نے شاید غلطی سے نہیں لکھا ورنہ لفظ حدیث کا یوں ہے۔

افع عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فأشار نحو مسکن عائشۃ فقال ہنا الفتنۃ ثلاثا من حیث یطلع قرن الشیطان[3]

نافع رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف تین بار اشارہ کرکے فرمایا:یہاں فتنہ ہو گا جہاں سے شیطان کا سینگ (شاخ) نکلے گا۔

اس حدیث میں قرآن ابلیس سے وہی مراد ہے جو سائل نے سمجھا ہے یعنی ضلالت وفتنہ باقی رہا حدیث کا مطلب تو اس حدیث میں ظاہراً تین احتمال ہیں۔

احتمال اول یہ ہے کہ طلوع ہونا قرن ابلیس کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مراد ہے۔

احتمال ثانی یہ ہے کہ قرن ابلیس سے معاذاللہ صاحب خانہ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات مراد ہے۔

احتمال ثالث یہ ہے کہ طلوع ہونا قرن ابلیس کا اس جانب سے مراد ہے جس جانب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ممکن تھا اور وہ مشرق کی طرف تھا یعنی مشرق کی جانب سے فتنہ

اٹھے گا۔

احتمال اول تو صریح باطل ہے جو سائل کے نزدیک بھی محل تردد ہے چوں کفر از کعبہ برخیز دکجا ماند مسلمانی اور پھر باوجود اور احتمالات کے اس احتمال کو متعین کر کے ناحق تردد اور گمراہی میں کیوں پڑے ؟

احتمال ثانی کے یقین پر باوجود احتمال ثالث کے کوئی دلیل نہیں خصوصاً یہ احتمال احتمال اول سے بھی زیادہ تردد میں ڈالتا ہے اور مومن کی شان سے بہت بعید ہے کہ اس احتمال کو متعین کرے اور کیونکر اس احتمال کو کوئی مومن متعین کر سکتا ہے کہ اس میں صریح اہانت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے۔

اگر یہ احتمال فی الوقع صحیح ہوتا تو بعد علم کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی زوجہ کی صحبت ایک آن کے لیے بھی گوارا نہ کرتے چہ جائیکہ اور کثرت صحبت و محبت کی ہو اور تمام صحابہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ضلالت و فتنہ کا شعور ہو جاتا خصوصاً راوی اس حدیث کے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی اکرام اور احترام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نہ کرتے اور ان کے فضائل اور مناقب مشہور نہ کرتے کیونکہ ان کے مناقب اور اس احتمال ثانی میں بہت بڑا تعارض اور تضاد ہے تو باوجود ان قباحتوں کے اور احتمال ثالث کے ہوتے ہوئے کسی مومن کا کام نہیں کہ احتمال ثانی کو متعین کرلے اور جب احتمال ثانی بھی کسی طرح متعین نہیں ہو سکتا تو لا محالہ احتمال ثالث متعین ہوا اور اس حدیث کے رو سے کسی اعتراض یا خدشہ اور شبہہ کرنے کی جگہ باقی نہ رہی اور قطع نظر اس بحث کے احتمال ثالث کا تعین دلیل سے ثابت ہے۔

اولاً یہ کہ "نحو مسکن عاشیہ "لفظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے بلکہ یہ لفظ راوی کا یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو کلمہ "ھنا" کی شرح میں مذکور ہوا ہے اور یہی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ کی دوسری روایت میں اس کلمہ "ھنا" کی شرح میں یہ عبارت فرماتے ہیں۔

اومی بیدہ نحو المشرق-[4](کذا رواہ مسلم)

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے)اپنے ہاتھ کے ساتھ مشرق کی طرف اشارہ کیا) خود بخاری نے کتاب الفتن میں انھیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی واقعہ میں یہ حدیث مرفوع روایت کی ہے

وہو مستقبل المشرق، یقول: ألاإن الفتنة ہاہنا من حیث یطلع قرن الشیطان[5]

(عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق کی طرف منہ کر کے یہ کہتے ہوئے سنا: خبر دار! یہاں سے فتنہ اٹھے گا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہو گا)

مسکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یورپ ہی طرف تھا چنانچہ قسطلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔

فأشار نحو مسکن عائشۃای ہنا فقال ہنا ای جانب المشرق[6]

(پس (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) مسکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف یعنی یہاں کہہ کر اشارہ کیا اور فرمایا: یہاں سے یعنی جانب مشرق سے) اس تحقیق سے اور ان تینوں روایتوں کے ملانے سے "کالشمس فی نصف النھار" روشن ہو گیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصود "ھنا" کی شرح میں جانب مشرق کی تعیین ہے نہ کہ تعیین مسکن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بخصوصہ۔ کسی سے "نحو المشرق "کسی سے "وھو مستقبل المشرق "فرمایا، کسی سے "نحو مسکن عائشہ "بھی سہی کیونکہ مسکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرق کی جانب تھا غرض کہ الفاظ تین ہیں اور مقصود واحد یعنی جانب مشرق سے فتنہ اور قرن ابلیس کا ظہور ہو گا۔

ثانیاً: ظہور فتنہ قرن ابلیس جانب مشرق میں جس مقام سے ہو گا دوسری حدیث مرفوع سے وہ مقام بھی متعین ہے۔ یعنی نجد جو مدینے سے جانب مشرق ہے۔ بخاری نے کتاب الفتن

میں انھیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ۔

ن ابنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ : (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا وَفِي يَمَنِنَا . قَالُوا : وَفِي نَجْدِنَا ؟ قَالَ : اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا وَفِي يَمَنِنَا . قَالُوا : وَفِي نَجْدِنَا ؟ قَالَ : هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ "[7]

(نافع رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا : اے اللہ! ہمارے شام میں برکت فرما۔ ہمارے یمن میں برکت فرما۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے عرض کی ۔ اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے نجد میں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے اللہ ہمارے شام میں برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت فرما۔ انھوں نے عرض کی ۔ اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے نجد میں؟ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا : وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ وہیں سے طلوع ہوگا) شرح قسطلانی میں ہے

" نجد بفتح النون وسکون الجیم قال الخطابی نجد من جهة المشرق ومن کان بالمدینة کان نجده بادیة العراق ونواحیها وہی شرق اهل المدینة "[8]

(" نجد " نون کی زبر اور جیم کی سکون کے ساتھ ہے امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : نجد مشرق کی جانب ہے جو شخص مدینے میں ہو اس کا نجد بادیہ عراق اور اس کے نواحی میں آتا ہے اور وہ اہل مدینہ کا مشرقی حصہ ہی بنتا ہے اب بعد ان دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ کے احتمال ثالث اچھی طرح متعین ہوگیا ولا محذور فیہ ۔

سوال چہارم :۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بعد افشاء راز کے طلاق دیا اور طلاق عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بدست علی سپرد کیا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد جنگ جمل کے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دیا اور زوجیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے خارج کردیا؟

جواب۔ یہ محض غلط اور بے اصل بات ہے۔ اگر دعوی ہے تو کسی کتاب معتبر کی روایت صحیح سے عام اس سے کہ وہ کتاب سنی کی ہو یا شیعہ کی ثابت کیا جائے اور اس دعوے کا جھوٹا اور اس قول کا اتہام محض ہونا اس شخص پر ظاہر ہوگا جس نے فریقین کی کتب معتبرہ اور روایات صحیحہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت اور وفات کا واقعہ دیکھا ہوگا اور صحابہ کی روایات ازواج مطہرات خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہن سے دیکھی ہوگی۔ اور اس سوال کے واضع سے سخت تعجب ہے کہ اس نے یہ خیال نہیں کیا کہ کہیں قرآن وحدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ زوج کی موت کے بعد زوجہ مطلقہ ہو؟

سوال پنجم :۔

تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ شیخین رحمۃ اللہ علیہ کو پہلوے مبارک میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دفن ہونے دیا اور ان کے فرزند امام حسن کو اپنے جد امجد کے پہلو میں دفن ہونے سے باز رکھا بلکہ لاش حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس قدر تیر باران کیا کہ کئی تیران کی کفن میں چسپاں ہوگئے۔ اگر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دعویٰ ملک تھا تو اس کا ثبوت کافی ہونا چاہیے اور اگر ترکہ کا زعم تھا تو عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی اس مکان میں ترکہ تھا۔

جواب۔ بروے تعجب اور افسوس کا تو یہ مقام ہے کہ ناحق دین و دنیا برباد اور خراب کرنے کو کیوں مقدس لوگوں پر تہمتیں وضع کی جاتی ہیں؟ کسی روایت صحیحہ قابل الاعتماد میں نہیں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن ہونے نہ دیا اور اس قدر تیر باران کیا کہ کئی تیر کفن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں چسپاں ہوگئے۔ نعوذ باللہ من ہذہ التہمۃ![9]

جہاں تک بات ہے وہ صرف مروان کا مفسدہ اور فتنہ ہے اور جب حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس تہمت سے بری ہیں تو پھر اس بحث کی ضرورت باقی نہیں رہی کہ اس

مکان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دعویٰ رواثت تھا یا دعویٰ ملک ۔ نفس الامر تو یہ ہے کہ دعویٰ وراثت آپ کو تھا ہی نہیں کیونکہ آپ خود حدیث حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ کے ترکہ کا کوئی وارث نہیں ہے ۔ بلکہ صدقہ ہے باقی آپ کی ملک ہونے میں شبہہ نہیں ۔ سوال سوم کی حدیث جس میں "نحو مسکن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا "مروی ہے اس میں ظاہر ہے اور اگر وہ مکان آپ کی ملک نہ تھا تو حضرت شیخین یا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے اپنے دفن ہونے کی اجازت کیوں طلب کرتے؟ فقط بعونہ تعالیٰ ۔ پانچواں سوالوں کے جواب شافی تمام ہوگئے ۔ (حررہ : محمد رشید غازیپوری عفی عنہ)

---

[1] ۔ اصل سوال میں ایسے ہی مرقم ہے ۔

[2] ۔ صحیح مسلم رقم الحدیث (2907)

[3] ۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (2937)

[4] ۔ صحیح مسلم رقم الحدیث (2905۔)

[5] ۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (6680۔) صحیح مسلم رقم الحدیث (2905۔)

[6] ۔ ارشاد الساری للقسطلانی (198/5)

[7] ۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (9681)

[8] ۔ ارشاد الساری (19/189)

[9] ۔ اس کی تفصیل سیرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ص 144۔141) مصنفہ سید سلیمان ندوی میں دیکھنی چاہیے (عبد السمیع غفرلہ)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 04